۷۲

بہتر فرقے ہمیشہ جہنّم میں

مُصنّف
مولانا رضوان احمد نوری شریفی

72

الجامعة البركاتيه

باسمہٖ تعالیٰ

مصنّف

الجامعۃ البرکاتیہ
پوسٹ گھوسی ضلع مئو (یو. پی.)

ناشر

آل انڈیا بزم گلزارِ ملّت ناگ پور

نام کتاب : بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں

مصنف : مولانا رضوان احمد صاحب نوری شریفی
شیخ الادب دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم
وبانی الجامعۃ البرکاتیہ پوسٹ گھوسی ضلع مئو۔(یوپی)

کمپوزنگ : محمد بلال اشرف قادری گھوسی

تعداد : گیارہ سو

سن طباعت : ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ/ اکتوبر ۲۰۱۳ء

صفحات : ۱۱۲

قیمت :

ملنے کے پتے

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔ ٦

تقریظ جلیل

قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضور مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری
قائم مقام حضور مفتئ اعظم، أفاض الله علينا من بركاتهما۔
صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء وصدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وآله وصحبه الكرام أجمعين **ومن** تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

میں نے زیر نظر کتاب ''بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں'' کا پیش لفظ پڑھوا کر بغور سنا، اس سے پہلے اس مضمون کی کچھ قسطیں بھی سن چکا ہوں، بحمدہ تعالیٰ یہ رسالہ اہل سنت و جماعت کیلئے بہت مفید ہے خصوصاً اس کا پیش لفظ جس میں پوری کتاب کا اجمالی جائزہ لیا گیا سب سے پہلے پڑھنے کے قابل ہے۔ مجیب سلمہ القریب المجیب نے مذہب اہل سنت و جماعت کی خوب تائید کی اور حدیث افتراق امت کا صحیح مفہوم آیات واحادیث سے اور شراح حدیث کے اجماعی کلمات سے خوب آشکار کیا، اور اس خودساختہ تحقیق جس کے اندر صلح کلیت کو چھپانے کی کوشش کی گئی اور بزور زبان اسی کو مفہوم حدیث ٹھہرانا چاہا اس کا پردہ فاش کیا۔ اس خودساختہ تحقیق کی حمایت پر مضمون نگاری ونشر واشاعت کے ذریعہ سے جو لوگ کمر بستہ ہوئے وہ بھی بےنقاب ہوئے، عوام اہل سنت اس پیش لفظ کو بار بار پڑھیں اور جو افراد صلح کلیت کی حمایت پر کمر بستہ ہیں اور اس کے لیے وہ جو وسائل اختیار کر رہے ہیں ان سے ہوشیار رہیں اور مسلک اہل سنت جس کا دوسرا نام اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے پر قائم رہیں اور اپنی شناخت برقرار رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کتاب کو قبول عام بخشے "ويرحم الله عبدا قال آمينا". قال بفمه وأمر برقمه۔

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ القوی
۲۵ / جمادی الأولی ۱۴۳۴ھ مطابق ۸/ اپریل ۲۰۱۳ء

پیش لفظ

زیر نظر کتاب میرے ان قسط وار مضامین کا مجموعہ ہے جو مختلف رسالوں میں شائع ہوئے یہ مضامین، ڈاکٹر اُسید الحق ازہری بدایونی کی کتاب ''حدیث افتراق امت، تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں،، کے رد میں لکھے گئے ہیں اس لئے کہ انھوں نے کتاب مذکور میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حدیث شریف میں جن بہتر فرقوں کے جہنم میں داخل ہونے کا ذکر ہے وہ فرقے جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے بلکہ دیر سویر اس سے نکال دیے جائیں گے۔ ان کا یہ نظریہ علمائے اہل سنت کے نظریہ کے خلاف ہے اس سے صلح کلیت کو تقویت مل رہی تھی اس لئے ضروری ہوا کہ لوگوں کے سامنے علمائے اہل سنت کے نظریہ کو پوری دیانتداری کے ساتھ پیش کر کے صلح کلیت کے سیلاب پر بند باندھا جائے، اس لئے خالصاً لوجہ اللہ میں نے سب سے پہلے حدیث شریف کی تشریح کی اور ان اسباب و وجوہ کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے بدایونی صاحب کو غلط فہمی ہوئی اور ان کے پیش کردہ دلائل کا اطمینان بخش انداز میں جائزہ بھی لیا ہے اگر تعصب کی عینک اتار کر غیر جانبدار ہو کر ان قسطوں کا مطالعہ کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے پیش کردہ نظریہ کی صحت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوگی۔

پہلی قسط میں کلمات حدیث سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جس کی تائید میں قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کو پیش کیا گیا ہے۔

دوسری قسط میں اپنے پیش کردہ نظریہ کی تائید میں شارحین حدیث کے اقوال پیش کئے ہیں اور کفر لزومی و التزامی کی تشریح کرتے ہوئے ان دلائل کا جائزہ لیا گیا ہے جو بدایونی صاحب نے پیش کئے ہیں۔

تیسری قسط میں بدایونی صاحب نے ملا جلال الدین محقق دوانی اور دیگر علمائے

ذوی الاحترام کے جو اقوال پیش کئے ہیں ان کا جائزہ لیا گیا ہے بالخصوص ان فرقوں کو افتراق کے باوجود امت اجابت ہی میں شمار کرنے کو ''دخول فی النار'' کی دلیل بنانے اور اس کی تائید میں امام بیہقی، امام ابوسلیمان خطابی، اور مولانا انوار اللہ فاروقی رحمھم اللہ تعالیٰ کے پیش کردہ اقوال کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ امت اجابت میں سے اگر کوئی کفر کا مرتکب ہوتا ہے تو امت اجابت سے خارج ہو کر امت دعوت میں داخل ہو جاتا ہے اس کی تائید میں قرآنی آیت، احادیث کریمہ اور اقوال فقہا کو پیش کیا گیا ہے۔

چوتھی قسط ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی صاحب کے اعتراض کا جواب ہے، موصوف نے ہماری پہلی قسط پر اعتراض کرتے ہوئے حدیث شریف کی تشریح کو غلط قرار دیا، ان کے اعتراض سے ماہنامہ ''کنز الایمان'' کے قارئین کو جو غلط فہمی ہوئی اس کے ازالہ کے لئے اور خود ڈاکٹر صاحب موصوف کی غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ''فل اسکیپ آٹھ صفحات پر مشتمل دلائل و براہین سے مدلل و مبرھن جواب بڑی عجلت میں قلمبند کر کے ماہناہ ''کنز الایمان'' کو بھیجا تا کہ قارئین کی غلط فہمی جلد دور ہو جائے مگر ہزار کوشش کے باوجود ''کنز الایمان'' میں میرا جواب شائع نہیں کیا گیا۔ جواب شائع نہ کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا مبلغ علم لوگوں پر ظاہر ہو جاتا اس لئے منصوبہ اور پوری پلاننگ کے تحت میرے جواب کی اشاعت پر پابندی لگا دی گئی اور بہانہ یہ بنایا گیا کہ بات بہت طول پکڑ رہی ہے، لہٰذا اعتراض و جواب دونوں کو حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اور حضرت مفتی نظام الدین صاحب کے پاس محاکمہ کے لئے بھیجا جائے گا جو محاکمہ آئے گا اسے شائع کر دیا جائے گا، اس پر میں نے کہا کہ پہلے میرا جواب شائع ہونا چاہئے تا کہ قارئین کو محاکمہ آسانی سے سمجھ میں آئے، صرف اعتراض پڑھ کر محاکمہ کو کما حقہ نہیں سمجھا جا سکتا مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

نہیں۔ پانچویں قسط میں بدایونی صاحب نے جن احادیث کریمہ اور قرآنی آیت کو ''کلہا فی النار'' سے صرف دخول مراد لینے کے لئے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اس کا جائزہ لیتے ہوئے ان احادیث کریمہ کو پیش کیا گیا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت اجابت میں سے بہت سے لوگ کافر و گمراہ ہونگے پھر وہ اقوال پیش کئے گئے ہیں جو صریح کفر ہیں۔

چھٹی قسط میں ان فرقوں کا بیان ہے جو اپنے صریح کفری عقائد کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں ایسے فرقوں کی تعداد چورانوے (۹۴) ہے، اب اگر یہاں کوئی یہ کہے کہ حدیث شریف میں تو بہتر فرقوں کے بارے میں ''کلھم فی النار الا واحدۃ'' فرمایا گیا ہے اور فرقوں کا جائزہ لینے کے بعد ان کی مجموعی تعداد چورانوے ہے، لہٰذا یہ تعداد حدیث میں مذکورہ تعداد کے مطابق نہیں ہے۔ اس کا دو جواب ہے پہلا جواب تو یہ ہے کہ حدیث شریف میں فرقوں سے مراد اصولی فرقے ہیں، چنانچہ حضرت علامہ احمد یار خاں صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ ''مراۃ المناجیح'' میں اسی حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ (۷۳) کا عدد اصولی فرقوں کا ہے کہ اصولی فرقہ ایک جنتی اور (۷۲) جہنمی، چنانچہ اہل سنت میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، قادری، نقشبندی، سہروردی ایسے ہی اشاعرہ ماتریدیہ سب داخل ہیں کہ عقائد سب کے ایک ہی ہیں اور سب کا شمار ایک ہی فرقہ میں ہے۔ ایسے ہی بہتر ناری فرقوں کا حال ہے کہ ان میں ایک ایک فرقے کے بہت ٹولے ہیں مثلاً ایک فرقہ رافض کے بہت ٹولے ہیں، بارہ امامیے چھ امامیے تین امامیے ایسے ہی دیگر فرقوں کا حال ہے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اسلامی فرقے کئی سو ہیں۔

اسی طرح شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمۃ نے مقالات شارح بخاری میں تحریر فرمایا ہے کہ فرقوں سے مراد اصولی فرقے ہیں۔

اس وقت اصولی فرقے کتنے ہوئے اس سلسلہ میں کوئی تحریر نگاہ سے نہیں

گزری البتہ کچھ تحریروں سے ان کی تعیین کا طریقہ معلوم ہوتا ہے، مثلاً علامہ شہرستانی قدس سرہٗ ''الملل والنحل'' میں چار اصول و قواعد کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''فاذا وجدنا انفراد واحد من ائمة الأمة بمقالة من هذه القواعد عددنا مقالته مذهبا وجماعته فرقة وان وجدنا واحدا انفرد بمسئلة فلا نجعل مقالته مذهبا وجماعته فرقة بل نجعله مندرجا تحت واحد ممن وافق سواها مقالته ورددنا باقي مقالته الى الفروع التي لا تعد مذهبا مفردا''

(جب ہم امت کے کسی امام کو ان قواعد میں سے کسی قول کے ساتھ منفرد پائیں گے تو اس کے قول کو مذہب اور اس کی جماعت کو فرقہ قرار دیں گے، اور اگر کسی مسئلہ میں منفرد پائیں گے تو اس کے قول کو مذہب اور اس کی جماعت کو فرقہ قرار نہیں دیں گے بلکہ اس کو ان میں سے کسی ایسے فرقہ کے تحت داخل کریں گے جس کے موافق اس کی بات ہے اور اس کی باقی بات کو فروع کی طرف لوٹا دیں گے جن کا شمار تنہا مذہب میں نہیں ہوتا۔

اسی طرح حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی تحریر سے بھی تعیین کے طریقہ پر روشنی پڑتی ہے چنانچہ محدث قدس سرہٗ اسماعیلی فرقوں میں سے شمطیہ، میمونیہ، خلفیہ، برقعیہ، اور جنابیہ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''پس یہ پانچ فرقے شمطیہ، میمونیہ، خلفیہ، برقعیہ، اور جنابیہ قرامطہ میں داخل ہیں اور انہیں میں انکا شمار ہے اس لئے اسماعیلیہ فرقوں کو آٹھ کہا ورنہ یہ تعداد میں زائد ہیں''۔ اور قرامطہ محرمات شرعیہ کو جائز جانتے ہیں جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ کے ص (۲۳) پر مذکور ہے۔ اور صفحہ (۲۸) پر فرماتے ہیں کہ ''کفر و الحاد کا برملا اظہار قرامطہ کی ایجاد ہے'' اس عبارت سے معلوم ہوا کہ محرمات شرعیہ کو جائز جاننا اور کفر و الحاد کا برملا اظہار قرامطہ کی ایجاد ہے اور مذکورہ پانچ فرقے بھی محرمات شرعیہ کو جائز جانتے ہیں اور کفر و الحاد کا اظہار کرتے ہیں اس لئے یہ فرقے قرامطہ کی شاخیں ہیں اور قرامطہ اصولی فرقہ ہے۔

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ''پس میمونیہ، خلفیہ، برقعیہ، مقنعیہ، جنابیہ،

قرمطیہ، یہ تمام فرقے فرقہ باطنیہ کی شاخیں ہیں یہ سب اصول وعقائد میں متفق ہیں
مگر بعض فروع میں مختلف، فرقہ باطنیہ کا اصل اعتقاد یہ ہے کہ احکام کے باطن پر عمل
کرنا فرض ہے نہ ظاہر پر، اسی لئے اس کو باطنیہ کہتے ہیں البتہ ان میں سے فرقہ مقنعیہ
کو ان سے پورا پورا اختلاف ہے کیوں وہ مقنع کی الوہیت کو مان بیٹھا'' ص (۱۴)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی فرقہ کے بنیادی عقیدہ میں جب دوسرے فرقے
متفق ہوتے ہیں تو وہ بھی اسی پہلے فرقہ میں شامل ہوتے ہیں اگرچہ دوسرے فرقے فروع
میں مختلف ہوتے ہیں اور اگر اختلاف اصل میں ہوتا ہے تو اس کا شمار اس میں نہیں ہوتا بلکہ
وہ الگ سے ایک مستقل فرقہ ہو جاتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ خود ہی ص (۲۶) فرماتے
ہیں: ''تو گویا اسماعیلی فرقوں میں باطنیہ، قرامطہ سبعیہ، حمیریہ، ملحد ہیں''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور محدث دہلوی قدس سرہٗ نے باطنیہ، اور قرامطہ
کو اصولی فرقہ قرار دیا ہے جن میں شمطیہ، میمونیہ، خلفیہ، برقعیہ، اور جنابیہ پانچوں
فرقے شامل ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو اسماعیلی فرقوں میں سے صرف مذکورہ چار فرقوں کا
نام نہ لیتے بلکہ ان پانچوں فرقوں کا بھی ذکر کرتے اس لئے کہ یہ پانچوں فرقے بھی
کافر وملحد ہیں۔

حضور محدث علیہ الرحمۃ والرضوان نے جس طرح اسماعیلی فرقوں میں سے چند
فرقوں کو اصولی فرقہ قرار دیا ہے اسی کی روشنی میں جتنے فرقے کافر و مرتد ہیں ان میں
سے اصولی فرقوں کو متعین کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً وہابیہ نجدیہ کو اصولی فرقہ قرار دیا جاسکتا
ہے اس لئے کہ ہندوستان وغیرہ میں موجودہ دیوبندی اور وہابی کے جتنے فرقے ہیں وہ
سب اصل عقیدہ (شان الوہیت اور شان رسالت میں گستاخانہ عقائد) میں وہابیہ
نجدیہ سے متفق ہیں۔ اس طرح اگر کافر و مرتد فرقوں کا جائزہ لیا جائے تو ان کی تعد
اد بہتر (۷۲) سے کم ہو جائے گی لیکن یہ تعداد قیامت تک ضرور پوری ہوگی۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مطلق فرقے مراد ہونے کی صورت میں اگرچہ ان کی

تعداد زیادہ ہو جاتی ہے لیکن حدیث شریف میں جو تعداد مذکور ہے وہ پوری ہوگئی اس
لئے زیادہ ہونے کی صورت میں اعتراض نہیں کیا جاسکتا، اس سلسلہ میں امام فخر الدین
رازی اور حضرت شیخ محقق دہلوی علیہما الرحمۃ الرضوان نے یہی ارشاد فرمایا ہے، یعنی تہتر
''۷۳'' سے کم نہیں ہوسکتے زیادہ ہوسکتے ہیں اور زیادہ ہونے کی صورت میں حدیث
شریف پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

فرقوں کو کافر و مرتد قرار دینے میں حتی الامکان حزم واحتیاط سے کام لیا گیا ہے
پھر بھی ان کی تعداد کو حرف آخر نہیں سمجھا ہوسکتا ہے کہ کسی کی تحقیق سے اس تعداد میں کمی
بیشی ہو جائے بہر حال جو فرقے کافر و مرتد ہیں ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد
ان کو کافر جاننا ضروری ہے اگر کوئی کافر نہ مانے تو وہ خود کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس
نے کفر کو ایمان و اسلام سمجھا اس لئے کہ کفر کو کفر جانتا تو کافر ضرور کہتا اسی لئے ہمارے
علما صریح کافر و مرتد کے بارے میں فرماتے ہیں ''من شك فی کفرہ وعذابہ فقد
کفر'' (جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ کافر ہوگیا) لہٰذا ایمان بچانا انتہا
ئی ضروری ہے کیونکہ یہی مدار نجات ہے اسی پر اخروی انعامات موقوف ہیں دعا ہے کہ
مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں ہم تمام سنیوں کے
ایمان کی حفاظت فرمائے اور مذہب اہلسنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر
ثابت قدم رکھے۔ آمین بجاہ حبیبک الکریم وعلیٰ لہٖ واصحابہ واھل بیتہٖ اجمعین۔

رضوان احمد نوری شریفی
خادم الجامعۃ البرکاتیہ برکات نگر، پوسٹ گھوسی ضلع مئو یوپی۔
۱۱ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۳ء، بروز جمعہ
موبائل نمبر: 54587193890

بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں

(پہلی قسط)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

ماہنامہ "کنز الایمان" کے شمارہ جون ۲۰۱۱ء میں موضوع روایتوں سے متعلق اپنی آخری قسط میں، میں نے وعدہ کیا تھا کہ افتراق امت کے سلسلہ میں ڈاکٹر اسید الحق صاحب بدایونی نے جمہور علمائے اہل سنت کے نظریہ کے خلاف نظریہ پیش کیا ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں بھی میرا قسط وار مضمون انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوگا، ایفائے وعدہ کے لیے پہلی قسط قارئین کی خدمت میں حاضر کی جارہی ہے۔

مولانا موصوف نے حدیث افتراق امت کو پیش کرنے کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے مگر وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، دیر یا سویر انھیں جہنم سے نکال دیا جائے گا اور اپنے اس نظریہ کی تائید میں شارحین، محدثین اور بزرگان دین کے اقوال پیش کیے ہیں، مگر ان کے نظریہ کی تائید نہ تو حدیث شریف کے کلمات سے ہورہی ہے اور نہ ہی شارحین و محدثین وغیرہ کے اقوال سے۔

انشاء اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہم کلمات حدیث سے یہ ثابت کریں گے کہ ایک فرقہ ناجیہ کے علاوہ باقی بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جس کی تائید میں احادیث کریمہ پیش کرتے ہوئے شارحین اور بزرگان دین کے اقوال سے بھی اپنے نظریہ کو ثابت کریں گے اور پھر ڈاکٹر موصوف اور ان کے ہم خیال لوگوں کو یہ غلط فہمی کیوں ہوئی

؟ اس کو بتاتے ہوئے ان کے دلائل کا جائزہ بھی لیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان بہتر باطل فرقوں کے عقائد فاسدہ کو بھی بیان کیا جائے گا جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

حدیث مع سند یہ ہے

حدثنا محمود بن غیلان نا أبو داؤد الحفری عن سفیان عن عبد الرحمن بن زیاد بن أنعم الافریقی عن عبد اللہ بن یزید عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیَأْتِیَنَّ عَلٰی أُمَّتِیْ مَا أَتٰی عَلٰی بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی إِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰی أُمَّهٗ عَلَانِیَةً لَکَانَ فِیْ أُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَإِنَّ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا أَنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِیْ۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۸۸ و ۸۹)

یہی حدیث شریف بعینہ انھیں الفاظ وکلمات کے ساتھ مشکوٰۃ المصابیح کے "باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ" میں مذکور ہے صرف فرق یہ ہے کہ ترمذی شریف میں "مَا اَتٰی" ہے اور مشکوٰۃ المصابیح میں "کما اتی" مگر دونوں سے مراد ایک ہی ہے۔

لیأتین علی أمتی کما اتی علی بنی اسرائیل میں لیاتین کا فاعل مقدر ہے اور وہ لفظ زمان ہے یا لفظ مخالفۃ ہے اور لیاتین فعل کا صلہ علی ہے اور علی کا اصل معنی استعلاء ہے اور استعلاء کہتے ہیں ایک چیز کا دوسری چیز پر بلند ہونے یا غالب ہونے کو یعنی یہ بتانے کے لیے لایا جاتا ہے کہ علی کے مدخول پر کوئی چیز بلند یا غالب ہے

خواہ یہ غلبہ و بلندی حقیقی ہو یا مجازی، اس لیے ''علی'' جہاں بھی استعمال ہوتا ہے وہاں
استعلاء کا معنی کسی نہ کسی حیثیت سے پایا جاتا ہے، اسی لیے ''علی'' ضرر اور نقصان کے
لیے آتا ہے کیونکہ جو نقصان دہ چیز ہوتی ہے اس کو بھی ایک طرح سے اس چیز پر غلبہ ہوتا
ہے جس کو نقصان پہنچتا ہے، حدیث شریف میں بھی علی استعلاء اور نقصان ہی کے معنی
کے لیے استعمال ہوا ہے کیونکہ جب اتی، یاتی کا صلہ علی آتا ہے تو کام تمام کرنے اور
ہلاک و برباد کرنے کے معنی میں ہوتا ہے، چنانچہ لسان العرب'' میں ہے "اتی علیه الدھر
: أھلکه (زمانہ نے اس کو ہلاک کیا) اور "أتی علی ید فلان إذا ھلك له مال
(یعنی لہٰذا أتی علی ید فلان اس وقت کہتے ہیں جب فلاں کا مال ہلاک ہوجائے۔
چنانچہ ملا علی قاری قدس سرہ اس حدیث شریف کی شرح فرماتے ہوئے مرقاۃ شرح
مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں "الإتیان المجئ بسھولة عدی بعلی لمعنی الغلبة
المؤ دیة إلی الھلاك و منه قوله تعالیٰ ما تذر من شئ أتت علیه (یعنی
اتیان کے معنی آسانی کے ساتھ آنے کے ہیں اور اتیان کا صلہ علی اس لیے لایا گیا تا کہ
ہلاکت خیز غلبہ بتائے اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ما تذر من أتت علیه ہے۔
پھر ایک سطر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں "فاعل لیأتین مقدر یدل علیه
سیاق الکلام و الکاف منصوب عند الجمھور علی المصدر أی لیأتین
علی أمتی زمان إتیانا مثل الإتیان علی بنی اسرائیل او لیأتین علی أمتی
مخالفة لما أنا علیه مثل المخالفة التی أتت علی بنی إسرائیل حتی
أھلکتھم" (یعنی لیأتین کا فاعل (زمان یا مخالفۃ) مقدر ہے جس پر سیاق کلام
دلالت کرتا ہے اور کما) کا کاف مصدر کی بنیاد پر منصوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میری
امت پر ضرور ایسا ہی (مہلک) زمانہ آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر (مہلک) زمانہ آیا یا
یہ مطلب ہے کہ میری امت پر میری مخالفت ضرور غالب اور مسلط ہوگی جس طرح بنی
اسرائیل پر (نبی) کی مخالفت غالب اور مسلط ہوئی یہاں تک کہ ان کو ہلاک کردیا)

**اور ظاہر ہے کہ نبی کی مخالفت سے ایمان رخصت ہوجاتا ہے اور جس کا ایمان
رخصت ہوجائے وہ یقینا ہلاک ہوجاتا ہے۔ اور جو اس طور پر ہلاک ہوتا ہے اس کو جہنم
میں ہمیشہ رہنا ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی ہلاکت ایسی ہی ہے اس لیے وہ جہنم میں ہمیشہ
رہیں گے۔**

اور "کما اتی" میں "ک" مثل کے معنی میں اور ''ما اتی'' مصدر کے معنی میں ہے
کیونکہ ما مصدریہ ہے اور اس سے مماثلت بتانی مقصود ہے لیکن صرف ''ما اتی یا کما
اتی'' سے کسی کو وہم ہوسکتا تھا کہ کچھ باتوں میں امت، بنی اسرائیل کے موافق و
مطابق ہوگی ہر حیثیت سے مطابقت اور یکسانیت نہیں ہوگی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم نے حذو النعل بالنعل فرما کر اس کا سد باب کردیا، حذو النعل بالنعل ایک مثل
ہے جس کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں دو چیزیں ایک دوسری کے بالکل موافق ہوتی
ہیں اور دونوں کے اندر غایت درجہ کی موافقت و مطابقت ہوتی ہے چنانچہ علامہ شیخ
محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کی تشریح یوں کی ہے ''حذو النعل
بالنعل'' موافق و مطابق با یکدیگر و اصل این ترکیب آنست کہ چوں نعلین بدوزند
طاقات آنہارا بر یکدیگر اندازہ کردہ ببرند تا برابر آیند و گویند حذوت النعل بالنعل وحذ
بمعنی اندازہ کردن و بریدن نعل راو طابق النعل بالنعل نیز گویند پس ازاں مثل شد در
موافقت دو چیز بیکدیگر (یعنی دونوں ایک دوسرے کے بالکل موافق و مطابق ہوں گے
اور حذو النعل بالنعل کی ترکیب کی اصل یہ ہے کہ موچی جب جوتا سیتے ہیں تو ایک تلہ کو
دوسرے تلے سے ملا کر پورا اندازہ اور برابر کر کے سیتے ہیں، عرب کہتے ہیں حذوت
النعل بالنعل میں نے دونوں پاؤں کے جوتے بالکل برابر تیار کیے پھر دو چیزوں کے
آپس میں بالکل برابر اور مطابق ہونے پر یہ مثل اور محاورہ استعمال ہونے لگا)
اور علامہ قاری علیہ الرحمۃ والرضوان اس کے بارے میں فرماتے ہیں "حذو
النعل استعارۃ فی التساوی" (حذو النعل تساوی کے لیے استعارہ ہے) پھر

ایک سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں "نصبه علی المصدر أی یحذو نهم حذ وا مثل حذو االنعل بالنعل أی تلك المماثلة المذ کورة فی غاية المطابقة و الموافقة" (یعنی حذ والنعل مصدر کی بنیاد پر منصوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میری امت بنو اسرائیل کی پورے طور پر پیروی کرے گی ان دونوں میں پورے طور پر یکسانیت اور برابری ہوگی جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے یعنی جس مماثلت کا حدیث میں ذکر ہے وہ غایت درجہ کی مطابقت و موافقت میں مماثلت ہے)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ امت ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے بنو اسرائیل کے بالکل موافق ہوگی اور ان دونوں میں پوری پوری یکسانیت پائی جائے گی اور پوری یکسانیت اسی صورت میں ہوگی جب کہ دونوں کے اعمال و عقائد ایک دوسرے کے موافق ہوں چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح کی یکسانیت کو بیان فرمایا ہے، ظاہری برابری اور یکسانیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "حتی ان کان منهم من اتی أمه علانية لکان فی امتی من یصنع" (یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا تو میری امت میں بھی وہ ہوگا جو ایسا کرے گا) یہ اعمال کی برابری کا ذکر ہے یعنی بدتر سے بدتر گناہ جو بنو اسرائیل میں پائے جاتے تھے یا پائے جائیں گے میری امت بھی اس کی مرتکب ہوگی

اس کے بعد باطنی برابری اور یکسانیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنیتین و سبعین ملة و تفترق امتی علی ثلاث و سبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة" (اور بیشک بنو اسرائیل بہتر ملت (فرقے) میں بٹ گئے اور میری امت تہتر ملت (فرقوں) میں بٹ جائے گی سوائے ایک (اہل) ملت (فرقہ) کے سب جہنم میں جائیں گے) یہاں باطنی مطابقت اور یکسانیت اس طور پر ہے کہ بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ان سب کے عقائد و خیالات باطل تھے جن کی وجہ سے ان کے دلوں سے ایمان رخصت ہوگیا اور

جہنم کے مستحق ہوگئے اس میں ہمیشہ رہیں گے جس کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں ہے ان میں سے چند آیتیں پیش کی جارہی ہیں۔

پہلے پارہ رکوع ۸ میں ہے "وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" (اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن تم فرمادو کیا خدا سے تم نے عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں، ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں میں ہے انھیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے)

اور تیسویں پارہ رکوع ۲۳ میں ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ شَرُّ الْبَرِيَّةِ" (بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔)

ان آیتوں سے معلوم ہوگیا کہ بنو اسرائیل کے بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تہتر فرقوں میں بٹے گی مگر ان میں بھی بہتر ہی فرقوں کے عقائد و خیالات باطل ہوں گے، ان کے بھی دلوں سے ایمان رخصت ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ بھی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اس طرح بنو اسرئیل اور امت محمد کے بہتر فرقوں کے درمیان پوری پوری موافقت اور یکسانیت ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ امت محمدیہ کے بہتر فرقے وقتی طور پر جہنم میں داخل ہوں گے ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے تو بنو اسرائیل اور امت کے درمیان غایت درجہ کی مطابقت و موافقت متحقق نہیں ہوگی اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف بنو اسرائیل کے عقائد و خیالات منافی ایمان ہوں جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں

گے اور امت کے بہتر فرقوں کے عقائد و خیالات منافی ایمان نہ ہوں گے صرف بدعت مفسقہ کی وجہ سے جہنم میں مطابقت ہوگی، اس لیے کہ بنو اسرائیل ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے اور امت کے بہتر فرقے عارضی طور پر داخل ہوں گے لہٰذا اعمال میں تو مطابقت اور یکسانیت پائی جائے گی مگر عقائد میں موافقت نہ ہوگی جو سراسر حذو النعل بالنعل کے مقتضا کے خلاف اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے خلاف ہے اس لیے کہ "و ان بنی اسرائیل" میں واو حرف عطف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حذو النعل بالنعل کا تعلق اعمال سے بھی ہے اور عقائد سے بھی ہے اور جب اعمال و عقائد دونوں میں یکسانیت پورے طور پر پائی جائے گی تو امت کے بہتر فرقے بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، اس پر حضور صلی اللہ علی وسلم کا ارشاد کلھم فی النار الا واحدۃ ایسی روشن دلیل ہے جس کو رد نہیں کیا جا سکتا، یہ ارشاد گرامی دلیل کیسے ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مستثنیٰ کو سمجھا جائے کہ مستثنیٰ کیا چیز ہے اور اس کا استعمال کیوں اور کب ہوتا ہے؟۔

مستثنیٰ، اس اسم کو کہتے ہیں جو الا اور اس کے اخوات (امثال) لفظِ غیر وغیرہ کے بعد مذکور ہوتا ہے، الا سے پہلے والے لفظ کو مستثنیٰ منہ اور اس کے بعد والے لفظ کو مستثنیٰ کہتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بتایا جائے کہ جو حکم مستثنیٰ منہ کی طرف منسوب ہے وہ مستثنیٰ کی طرف منسوب نہیں ہے، مستثنیٰ کی دو قسم ہے متصل اور منقطع یہاں مستثنیٰ متصل ہے اور مستثنیٰ متصل اس اسم کو کہتے ہیں جس کو اِلَّا اور اس کے امثال کے ذریعہ متعدد سے باعتبار حکم خارج کیا گیا ہو، جیسے جاء نی القوم اِلَّا زیدا (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) دیکھئے یہاں قوم متعدد ہے اس لیے کہ قوم میں متعدد افراد ہوتے ہیں اور زید قوم میں داخل اور اس کا ایک فرد ہے مگر مجئ (آنے) کے حکم میں داخل نہیں بلکہ اس کو آنے کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل نہیں ہوتا۔

اب حدیث شریف کے ٹکڑے کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ میں غور کیجئے، ملۃ واحدۃ، کلھم میں داخل ہے اور اس کا ایک فرد ہے مگر فی النار کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے، یہاں خلود فی النار مراد نہ ہو تو ملۃ واحدۃ کو خارج کرنا درست نہیں ہوگا اس لیے کہ فرقۂ ناجیہ کے گنہگار بھی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے پھر نکال دیے جائیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ کلھم فی النار کا معنیٰ یہ ہو کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ورنہ استثنا درست نہیں ہوگا، لہٰذا حدیث شریف کے الفاظ سے یہ ثابت ہو گیا کہ امت کے بہتر فرقے بھی بنو اسرائیل کے بہتر فرقوں کی طرح جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کی تائید دوسری حدیثوں سے بھی ہو رہی ہے بعض سے اجمالاً اور کنایۃً اور بعض سے صراحۃً تائید ہو رہی ہے جس حدیث سے اجمالاً ہمارے نظریہ کی تائید ہو رہی ہے وہ احمد اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے "ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَاِنَّهٗ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ تَتَجَارٰى بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا يَبْقٰى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ" اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے افتراق امت کی حدیث سے متصلاً ذکر کیا ہے اور سنن ابی داؤد میں بھی یہ حدیث افتراق امت والی حدیث کے ساتھ مذکور ہے مگر تھوڑا فرق ہے، مشکوٰۃ میں تجاری اور یتجاری الکلب بصاحبہ ہے اور سنن میں تجاری اور یتجاری الکلب لصاحبہ اور بصاحبہ دونوں ہے، حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے (بہتر فرقے جہنم میں جائیں ے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا وہ جماعت (اہل سنت و جماعت) ہے اور بیشک میری امت سے ایسی قومیں نکلیں گی جن میں خواہشات نفسانی (بدعتیں اور برے عقیدے) اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح پاگل کتے کا زہر کاٹے ہوئے شخص کی رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی

نہیں رہتا)

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہشات نفسانی (بدعتوں) میں ڈوبی ہوئی قوموں کو، پاگل کتے کے کاٹے ہوئے شخص سے تشبیہ دی ہے جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ان قوموں کی تمام رگوں، ریشوں اور جوڑوں میں بدعتیں اور برے عقیدے سرایت کر جائیں گے اور جن قوموں کی یہ پوزیشن ہوگی ان کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا اس لیے کہ جس کا ایمان محفوظ ہوگا اس کی یہ پوزیشن نہیں ہو سکتی کیونکہ ایمان جو اعظم طاعت ہے اس کے ساتھ ہوگا، اور جب قوموں کا حال یہ ہوگا تو علم دین سے بھاگیں گی، حق بات کو قبول نہیں کر سکتیں، علم سے محروم ہو کر کفر و جہل کی وادیوں میں بھٹکتی ہوئی مر جائیں گی اور ان قوموں کی صحبت میں رہنے والا بھی انھیں جیسا ہو جائے گا جس طرح سگ گزیدہ پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا، پانی سے محروم رہ کر پیاسا مر جاتا ہے اور جس کو کاٹ لیتا ہے اسے بھی اپنے جیسا بنا دیتا ہے۔

چنانچہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''وتشبیہ اہل اہوا بصاحب ایں علت بجہت آنست کہ بر صاحبش مستولی گردد واعراض ردیہ از وے متولد شود وضرر آں از وے بدیگرے تجاوز کند چنانکہ علت بدعت وہوی در اہل اہوا چنانکہ صاحب علت کلب از آب بگریزد و نتواند آنرا خورد و تشنہ بمیرد ہمچنیں اہل اہوا از علم دین بگریزند و نتوانند ازاں مستفیذ شوند و محروم ازاں بمیرند و در بادیۂ جہل و باویۂ بدعت جان دہند نسأل اللہ العافیۃ'' (اور اہل بدعت کو اس بیماری والے (سگ گزیدہ) سے تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس موذی مرض کا اثر سگ گزیدہ کے پورے بدن میں ہوتا ہے اور اس سے کئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کا ضرر و نقصان دوسرے تک پہنچ جاتا ہے جس طرح بدعت کی بیماری اہل بدعت میں سرایت کر جاتی ہے اور جس طرح باولے پن کی بیماری والا (سگ گزیدہ) پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا اور پیاسا مر جاتا ہے اسی طرح اہل بدعت علم دین سے بھاگتے

ہیں اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور اس سے محروم ہو کر جہل کی وادی اور بدعت کے گڈھے میں جان دے دیتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)

چنانچہ آج جتنے باطل فرقے ہیں سب کا حال یہی ہے مذکورہ تمام صفتیں ان کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

اور اہل سنت و جماعت کے نظریہ کی صراحۃً تائید مندرجہ ذیل حدیثوں سے ہو رہی ہے گویا مندرجہ ذیل حدیثیں مذکورہ حدیث کی تفسیر ہیں امام احمد نے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے مستدرک میں، ابونعیم نے حلیہ میں، حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوداؤد طیالسی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں کی ہے "يَخْرُجُ مِنْ قَبَلِ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ" یا "يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ. كُلَّمَا قَطَعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ حَتّٰى يَكُوْنَ آخِرُ هُمْ يَخْرُجُ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ" (یعنی مشرق سے ایک قوم نکلے گی، یا مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے قرآن پڑھیں گے وہ انکے حلقوں سے آگے نہیں بڑھے گا جب جب ایک نسل ختم ہوگی دوسری نسل پیدا ہوگی یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ (کنز العمال ۱۱/ ۱۸۰/ ۱۸۱)

کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ مسیح دجال کے ساتھ نکلنے والا شخص مومن ہوگا؟ ہرگز وہ مومن نہیں ہوگا اور جب وہ مومن نہی ہوگا تو وہ نسلیں اور فرقے جن میں کا وہ آخری شخص ہوگا کیسے مومن ہو سکتی ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ تمام نسلیں اور فرقے بے ایمان ہوں گے جس کی صراحت دوسری حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْباً لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ'' اس (ذوالخویصرہ تمیمی) کی نسل سے ایک قوم

نکلے گی وہ قرآن خوش الحانی کے ساتھ پڑھے گی مگر اس کی حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائے گی جیسے تیر شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے، کاش میں اس کو پالیتا تو ضرور قوم ثمود کی طرح قتل کرتا)۔

اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ وہ دین سے نکل جائیں گے یعنی ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں گے، کسی کو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ دین سے نکلنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ پھر دین میں لوٹ آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد سے اس کا سد باب کر دیا چنانچہ ارشاد فرمایا "يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰى فُوْقِهٖ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ"[1]

(کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ دین سے سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے، پھر وہ دین میں واپس نہ پلٹیں گے، یہاں تک کہ تیر سوفار (تیر کی چٹکی) کی طرف پلٹے، ان کی علامت سر منڈانا ہے) اور مشکوٰۃ شریف باب قتل اہل الردمیں ابوداوٗد کے حوالہ سے یہ حدیث کچھ اضافہ کے ساتھ یوں مذکور ہے "عن أَنس بن مالك عن رسول اللهِ صلى لله عليه سلم قَالَ سَيَكُوْنَ فِيْ أُمَّتِيْ اخْتِلَافٌ وَ فِرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَ يُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتّٰى يَرْتَدَّ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقِهٖ هُم شَرُّ الْخَلْقِ وَ الْخَلِيْقَةِ طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَ قَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ اِلَى الْكِتَابِ وَ لَيْسُوْا مِنَّا فِيْ شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ اَوْلٰى بِاللهِ مِنْهُمْ

[1] صحیح البخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ "رواہ ابوداؤد" (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب میری امت میں اختلاف وافتراق پیدا ہوگا، ایسی قوم (پیدا) ہوگی جو بات اچھی کہے گی اور کام برا کرے گی، قرآن پڑھیں گے جو ان کی حلق سے نیچے نہیں اتریگا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (پھر دین کی طرف) لوٹیں گے نہیں یہاں تک کہ تیر سوفار (تیر کی چٹکی) کی طرف پلٹ جائے، وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور بدترین طبیعت و عادت والے ہوں گے، اس کے لیے سعادت ہے جو انھیں قتل کرے اور جسے وہ قتل کریں، کتاب کی دعوت دیں گے حالانکہ وہ ہم میں سے کسی چیز میں نہیں ہوں گے، جو ان سے قتال کرے گا وہ اللہ سے زیادہ قریب ہوگا، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ان کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا سر منڈانا) ان تمام مذکورہ حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ مذکورہ قومیں اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس سے خارج ہو جائیں گی پھر دین کی طرف نہیں پلٹیں گی اور کفر ہی پر مریں گی اور جو کفر پر مرے گا اس کا ٹھکانا یقیناً جہنم ہوگا، یہی وہ مختلف قومیں اور نسلیں ہیں جو بہتر فرقوں میں بٹ جائیں گی اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گی۔

بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں

(دوسری قسط)

شارحین حدیث کے اقوال:

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ "وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وسَبْعِیْنَ مِلَّۃً" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وجدا میشوند امت من از آنہا کہ ایمان آوردہ اند وروئے بقبلہ دارند بر ہفتادو سہ مذہب در اصول عقائد" (یعنی اصول عقائد میں میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی'' حضرت شیخ کی عبارت سے یہ واضح ہے کہ امت میں افتراق اصول عقائد میں مخالفت کی وجہ سے ہوگا۔ اصول عقائد کیا ہیں؟ تو اس سلسلے میں قرآن مجید، احادیث کریمہ اور کتب عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید، رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ جلایا جانا اصول عقائد ہیں چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ "التفرقۃ بین الاسلام و الزندقۃ" میں فرماتے ہیں "أما القانون فهو أن تعلم النظريات قسمان، قسم يتعلق بأصول العقائد و قسم يتعلق بالفروع و اصول الايمان ثلثة: الايمان بالله و رسوله وباليوم الآخر وما عداه فروع و اعلم انه لا تكفير فى الفروع اصلاء الا فى مسئلة واحدة وهى ان ينكر اصلاً دينياً علم من الرسول صلى الله عليه وسلم بالتواتر لكن فى بعضها تخطئة كما فى الفقهيات وفى بعضها تبديع كالخطاء بالامامة واحوال الصحابة" (رہا قانون تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نظریات کی دو قسم ہے ایک قسم کا تعلق اصول

عقائد سے اور دوسری قسم کا تعلق فروع سے ہے اور اصول ایمان تین ہیں، اللہ پر ایمان لانا، اس کے رسول پر ایمان لانا اور قیامت کے دن پر ایمان لانا اور جو کچھ ان تین کے علاوہ ہیں وہ فروع ہیں اور جان لو کہ فروع میں سرے سے تکفیر ہی نہیں سوائے ایک مسئلہ کے اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے اصول دین کا انکار کرے جس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ہو، لیکن باقی فروعی مسائل میں سے بعض میں خطا کار کہا جائے گا جیسے مسائل فقہیہ میں اور بعض میں بدعتی جیسے مسئلہ امامت اور احوال صحابہ میں خطا۔

اصول عقائد میں اہل حق کی مخالفت کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی ان اصول میں سے کسی ایک یا دو یا تینوں پر ایمان نہ لائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایمان تو لائے مگر کما حقہ ایمان نہ لائے ان دونوں صورت میں ایمان نہ لانے والا اسلام و ایمان سے قطعاً یقیناً اجماعاً خارج ہو جاتا ہے اور ایمان سے خارج ہونا کفر و ارتداد ہے اور کفر ایسا گناہ ہے جو معاف نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاۗءُ" (پارہ ۵ رکوع ۴) اس آیت کریمہ میں شرک سے مراد مطلق کفر ہے چنانچہ جلالین شریف کے حاشیہ میں اسی آیت کے تحت ہے المراد بالشرك مطلق الكفر (شرک سے مراد مطلق کفر ہے) اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ترجمہ یہ کیا ہے (بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے) معنی یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں اس کے لیے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار مرتکب کبائر ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اس کے لیے خلود نہیں اس کی مغفرت اللہ کی مشیت میں ہے چاہے معاف فرمائے یا اس کے گناہوں پر عذاب کرے پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ چنانچہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کلھم فی النار کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ہمہ

اورعذاب نہ کرے، یا جہنم میں داخل کرے اور سزا کے بعد انھیں اپنے فضل و کرم سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

ڈاکٹر اسید الحق صاحب نے ہمارے بزرگان دین کی جن عبارتوں کو اپنے نظریہ کی تائید میں پیش کیا ہے وہ لزوم کفر سے متعلق ہیں خواہ عبارت امام ابوالحسن اشعری کی ہو یا شیخ محقق دہلوی کی ہو یا مجدد الف ثانی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ذیل میں ہم ان عبارتوں کو انھیں کے ترجمہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں تا کہ قارئین کو بھی اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۱) ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں ”امام اہل سنت امام ابوالحسن الاشعری (متوفی ۳۲۴ھ) اپنی کتاب ”مقالات الاسلامیین“ کے آغاز میں فرماتے ہیں: "اختلف الناس من بعد نبيهم صلى الله عليه وسلم في أشياء كثيرة ضلل فيها بعضهم بعضا و برئ بعضهم من بعض فصاروا فرقا متباينين و احزابا متشتتين الا ان الاسلام يجمعهم ويشتمل عليهم (۶۹)“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں کے درمیان بے شمار چیزوں میں اختلاف واقع ہو گیا، بعض نے بعض کو گمراہ قرار دیا اور بعض نے بعض سے برأت ظاہر کی، تو یہ الگ الگ فرقوں اور مختلف احزاب میں تقسیم ہو گئے، ہاں مگر اسلام ان سب کو جامع ہے اور ان سب پر مشتمل ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ امام اشعری ان فرقوں کو اسلام سے خارج نہیں مانتے بلکہ ان کی گمراہی کے باوجود ان سب فرقوں کو اسلام میں شامل ہی تسلیم کرتے ہیں، امام اشعری کا یہ موقف ان کی کتاب کے نام سے بھی ظاہر ہے انھوں نے اپنی کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" رکھا ہے یعنی اہل اسلام کے مقالات، اور پھر اس کتاب میں خوارج، روافض اور معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کے عقائد اور مقالات ذکر فرمائے ہیں، اگر ان فرقوں کو وہ اسلام سے خارج سمجھتے تو کتاب کا نام

"مقالات الاسلامیین" نہ ہو کر مقالات المرتدین“ ہونا چاہیے تھا۔“

ڈاکٹر موصوف نے حضرت امام اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب یہ لکھا ہے کہ مقالات الاسلامیین میں جتنے فرقوں کا بیان ہوا ہے وہ اسلام سے خارج نہیں خواہ بالاجماع کافر ہی کیوں نہ ہوں اس لیے کہ ان سب کے بارے میں امام اشعری علیہ الرحمہ نے فرمایا "إلا أن الاسلام يجمعهم ويشتمل عليهم" حالانکہ امام صاحب کی مراد یہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ امام اشعری علیہ الرحمہ نے ضلل بعضهم بعضا (ان میں سے بعض نے بعض کو گمراہ کہا) فرمایا "كفر بعضهم بعضا" (ان میں سے بعض نے بعض کو کافر کہا) نہیں فرمایا اگرچہ گمراہی کا مفہوم بہت وسیع ہے اس کا ادنیٰ درجہ ترک اولیٰ اور انتہائی درجہ کفر وشرک ہے مگر یہاں وہی گمراہی مراد ہے جو حد کفر تک نہ پہنچی ہو، اس کی تائید محشی کے قول سے بھی ہوتی ہے چنانچہ محشی إلا أن الاسلام يجمعهم ويشتمل عليهم پر حاشیہ تحریر کرتے ہوئے کہتے ہیں "يشير المؤلف الى ما وقع من اختلاف الرأي في مسائل فرعية لم ينزل فيها نص صريح و كذالك الاضطراب الذي حدث بعد وفاة الرسول صلى الله عليه وسلم هذا كله وارد في كتب السيرة والتاريخ. فلا ضرورة الى التوسع في شرحه لأنه يخرج عن الغرض من الكتاب" (مؤلف کا اشارہ ایسے فرعی مسائل میں اختلاف رائے کی طرف ہے جن کے بارے میں کوئی نص صریح نازل نہیں ہوئی اور یونہی اس اضطراب و اختلاف کی طرف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد رونما ہوا یہ تمام باتیں سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں اس لیے ان کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب کی غرض سے خارج ہے)

امام اشعری علیہ الرحمہ اور محشی دونوں کی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہاں گمراہی سے کفر وشرک نہیں مراد ہے اور ظاہر ہے جس سے کفر وشرک صادر نہ ہوگا وہ مسلمان اور مؤمن ہی کہلائے گا اسی لیے امام اہل سنت نے فرمایا إلا أن الاسلام

يجمعهم و يشتمل عليهم۔

ڈاکٹر مذکورہ عبارت کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کے بعد کتاب کے نام مقالات الاسلامیین کو بھی دلیل میں پیش کیا اور کہا کہ اگر وہ فرقے خارج از اسلام ہوتے تو اس کتاب کا نام مقالات المرتدین ہونا چاہیے تھا اس کتاب کو مقالات الاسلامیین کے نام سے موسوم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جن فرقوں کا اس میں ذکر ہے وہ اسلام سے خارج نہیں۔

یہاں بھی مولانا غلط فہمی کے شکار ہوئے ہیں کیونکہ مذکورہ نام رکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ کتاب میں مذکورہ تمام فرقے مسلمان ہیں اسلام سے خارج نہیں ہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ فرقے عقائد باطلہ اور عقائد کفریہ کے باوجود اسلام کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اس اعتبار سے کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" رکھا۔ ورنہ ان فرقوں کو مسلمان ماننا لازم آئے گا جو قطعاً یقیناً کافر ہیں اس لیے کہ ان فرقوں کا بھی اس کتاب میں ذکر ہے خود مولانا کے نزدیک جو فرقے بالاجماع کافر ہیں جیسے سبائیہ، جہمیہ اور وہ روافض جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اللہ مانتے ہیں ان تمام فرقوں کا امام اشعری علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ فاسدہ کو بیان فرمایا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ امام موصوف نے جن فرقوں کے بارے میں "اِلا ان الاسلام يجمعهم ويشتمل عليهم" فرمایا ہے ان سے مراد وہی فرقے ہیں جن کی گمراہ و بدعت حد کفر تک نہیں پہنچی ہے۔

(۲) "شرح سفر السعادۃ میں حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "مراد بدخول نار و نجات ازاں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقۂ ناجیہ در نار بجزائے عمل نیز جائز است، ایں فرقہ ہمہ اہل قبلہ اند و تکفیر آنہا مذہب اہل سنت و جماعت نہ، اگرچہ کفر بر انہا لازم آمد" (ان فرقوں کے جہنم میں داخل ہونے اور اس

سے نجات حاصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ دخول عقیدہ کے سبب ہوگا عمل کے سبب نہیں، ورنہ عمل کی جزا کے طور پر فرقہ ناجیہ کا بھی جہنم میں داخل ہونا جائز ہے، یہ تمام فرقے اہل قبلہ ہیں، مذہب اہل سنت پر ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی اگرچہ ان پر کفر لازم آئے"۔

یہاں شیخ کا تمام فرقوں کو اہل قبلہ کہنا اور یہ کہنا کہ اگرچہ انپر کفر لازم آئے ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ دلیل ہے کہ کفر التزامی کے مرتکب نہ ہوں زیادہ سے زیادہ کفر لزومی کے مرتکب ہوں تو ایسے لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے لیکن وہ فرقے جن کی گمراہی اور بدعقیدگی اصول عقائد میں مخالفت کی وجہ سے حد کفر تک پہنچ چکی ہو اور کفر التزامی کے مرتکب ہوں تو وہ یقیناً اجماعاً ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

(۳) "امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی مکتوبات میں یہی موقف اختیار کیا ہے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "باید دانست کہ مراد از قول آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ در حدیث تفریق این امت بہفتاد و دو فرقہ واقع شدہ است کلھم فی النار الا واحدہ دخول شاں است در نار و مکث شاں است در عذاب آن نہ خلود در نار و دوام در عذاب آنکہ منافی ایمان و مخصوص بکفار" (جاننا چاہیے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک كلهم فى النار اِلا واحدة جو حدیث افتراق امت میں وارد ہوا ہے سے مراد ان کا جہنم میں داخل ہونا اور عذاب میں کچھ وقت گذارنا ہے نہ کہ (مراد یہ ہے کہ) خلود فی النار اور عذاب میں ہمیشہ رہنا جو کہ ایمان کے منافی ہے اور کفار کے ساتھ مخصوص ہے"۔

اس عبارت سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ جو فرقے کفر التزامی کے مرتکب نہیں ہوں گے وہ جہنم سے نکالے جائیں گے اور جو کفر التزامی کے مرتکب ہوں گے وہ ہمیشہ رہیں گے اس لیے کہ ان کے پاس ایمان ہوگا ہی نہیں کہ جہنم میں ہمیشہ رہنا منافی ایمان ہو۔

پھر مولانا موصوف لکھتے ہیں ”کچھ آگے چل کر امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

وچوں ایں فرقہ مبتدع اہل قبلہ اند در تکفیر آنہا جرأت نہ باید نمود تازمانیکہ انکار ضروریات دینیہ نمایند ورد متواترات احکام شرعیہ کنند وقبول ماعلم مجیئہ من الدین بالضرورة نکنند علما فرمودند اگر نو دونہ وجہ کفر دائر شود و یک وجہ اسلام یافتہ شود وتصحیح این وجہ باید نمود وحکم بکفر نباید کرد“ (چونکہ یہ گمراہ فرقے اہل قبلہ ہیں (لہٰذا ان کی تکفیر کرنے میں جرأت نہیں کرنا چاہیے، تاوقتیکہ ضروریات دین کا انکار کریں، متواتر احکام شرعیہ کو رد کریں اور ضروریات دین کو قبول نہ کریں، علما نے فرمایا ہے کہ اگر ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو اسلام کا ہو تو اسلام والے پہلو کو صحیح ماننا چاہیے اور کفر کا حکم نہ لگانا چاہیے)۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ جو ضروریات دین کا صراحۃً منکر ہو اور جس کے کفریہ اقوال میں تاویل کی قطعاً گنجائش نہ ہو اس کی تکفیر کی جائے گی اور وہ بھی ایسا ہی کافر ہوگا کہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔

بہتّر فرقے ہمیشہ جہنم میں

(تیسری قسط)

ڈاکٹر اسید الحق صاحب محقق دوانی علیہ الرحمہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۴) ”ملا جلال الدین محقق دوانی نے بھی یہاں "کلھا فی النار" سے دخول فی النار، مراد لینے کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں کلھا فی النار من حیث الاعتقاد فلا یرد أنه لو ارید الخلود فیها. فھو خلاف الاجماع فان المؤمنین لا یخلدون فی النار و ان ارید به مجرد الدخول فیھا فھو مشترك بین الفرق اذا ما من فرقة الا و بعضھم عصاة. ”وہ سب دوزخی ہیں“ یعنی عقیدہ کے اعتبار سے پس یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر یہاں خلود فی النار مراد لیا جائے تو یہ خلاف اجماع ہے اس لیے کہ مومنین ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے اور اگر اس سے صرف دخول فی النار مراد لیا جائے تو یہ تمام فرقوں میں مشترک ہے اس لیے کہ ہر فرقہ میں کچھ نہ کچھ گنہگار ضرور ہوں گے“۔

محقق دوانی علیہ الرحمہ کی اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ یا قرینہ نہیں ہے جس سے دخول فی النار مراد لینا راجح ہو بلکہ یہاں عبارت سے خلود فی النار مراد لینا ہی راجح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ یہاں دو قرینہ ہے، پہلا قرینہ یہ ہے کہ مصنفین کا طریقہ عام طور سے یہی ہے کہ جو بات ان کے نزدیک راجح ہوتی ہے اس کو پہلے بیان کرتے ہیں، محقق دوانی علیہ الرحمہ نے پہلے جو بات کہی ہے وہ خلود فی النار ہی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں "کلھا فی النار من حیث الاعتقاد فلا یرد أنه لو ارید الخلود فیھا فھو خلاف الإجماع فإن المؤمنین لا یخلدون فی النار" اس عبارت کی

تھوڑی تشریح ضروری معلوم ہوتی تا کہ بات واضح ہو جائے امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ مومنین ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، اب اگر کوئی یہ کہے کہ مومنین جہنم میں ہمیشہ رہیں گے تو یہ اجماع کے خلاف ہوگا اور قابل اعتراض بات ہوگی اور اگر کوئی مومن کافر و مرتد ہو جائے اور اس کے بارے میں کہا جائے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا تو اجماع کے خلاف نہیں ہوگا اور جب اجماع کے خلاف نہیں ہوگا تو اعتراض بھی نہیں ہوگا۔ اب حضرت محقق کی عبارت سمجھئے ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرقے، باطل اعتقاد کی وجہ سے کافر و مرتد ہوں گے اس لیے خلود فی النار مراد لیا جائے تو یہ اعتراج وارد نہیں ہوگا کہ اجماع کے خلاف ہے اس لیے کہ اجماع اس بات پر ہے کہ مؤمنین ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، اور جو ایمان و اسلام سے خارج ہو گئے انکے لیے خلود فی النار مراد لیا جائے تو اجماع کے خلاف نہیں ہوگا اس لیے اعتراض بھی وارد نہیں ہوگا اس بات کی تائید حضرت ملا علی قاری اور حضرت شیخ محقق دہلوی علیہما الرحمۃ والرضوان کی تشریح سے بھی ہو رہی ہے اور دوسرا قرینہ یہ ہے کہ مذکورہ عبارت کے دوسرے ٹکڑے "و ان ارید به مجرد الدخول فهو مشترك بين الفرق اذا ما من فرقة الا و بعضهم عصاة" کا مطلب یہ ہے کہ اگر صرف دخول فی النار مراد لیا جائے تو یہ فرقۂ ناجیہ سمیت تمام فرقوں میں مشترک ہوگا اس لیے کہ ہر فرقہ میں بعض نافرمان اور گنہگار ہوتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ صرف دخول مراد لینے سے فرقۂ ناجیہ بھی ان میں شامل ہو جائے گا اور حدیث شریف میں اس کا استثناء کیا گیا ہے اس لیے لامحالہ یہاں خلود فی النار ہی مراد ہوگا تا کہ فرقۂ ناجیہ کا مستثنیٰ ہونا باقی رہے، لہٰذا اس سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ ۷۲ فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

مولانا موصوف نے محقق دوانی علیہ الرحمہ کی عبارت نقل کرنے بعد حضرت مولانا عبدالحلیم فرنگی علیہ الرحمہ نے جو اس پر حاشیہ آرائی فرمائی ہے اس کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کیا ہے وہ حاشیہ یہ ہے: "وجه عدم الورود انا نختار الشق

الثاني اي مجرد الدخول في النار ولكن لا نسلم أنه مشترك بين الفرق فان دخول الفرق الهالكة في النار من حيث الاعتقاد و افراد الفرقة الناجية و ان تدخل في النار لكنهم لا يدخلون من حيث الاعتقاد بل ان دخلوا فمن حيث العمل" (اعتراض وارد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم دوسری شق اختیار کرتے ہیں یعنی "دخول في النار" کو لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ تمام فرقوں کے درمیان مشترک ہے اس لیے کہ ہلاک ہونے والے فرقوں کا دخول فی النار، ان کے عقائد کے اعتبار سے ہے۔ اور فرقہ ناجیہ کے افراد اگر چہ دوزخ میں داخل ہوں گے مگر وہ اپنے عقائد کی وجہ سے داخل نہیں ہوں گے بلکہ اگر داخل ہوں گے تو اپنے عمل کے اعتبار سے داخل ہوں گے۔

حضرت فرنگی محلی علیہ الرحمہ نے اعتراض سے بچنے کے لیے دوسری شق اختیار کی مگر راقم الحروف کے نزدیک اعتراض سے بچنا مشکل ہے، اس لیے کہ ایسی صورت میں دخول تو سب کے لیے ہوگا خواہ بدعقیدگی کی وجہ سے ہو یا بدعملی کی وجہ سے جب دخول میں سب مشترک ہوں گے تو سبب کے مختلف ہونے کی وجہ سے فرقۂ ناجیہ کو خارج کرنا کیسے درست ہوگا؟ اس کی مثال یہ ہے کہ زید کے پاس قوم کے لوگ مختلف ضرورتوں کی وجہ سے مختلف ذرائع سے آئے یعنی کوئی سواری سے اور کوئی پیدل تو ان میں سے کسی کو بھی آنے کے حکم سے خارج کرنا درست نہیں ہوگا اگر چہ سب کی ضرورتیں مختلف ہیں اور آنے کے ذرائع بھی ہیں، اسی طرح جہنم میں داخل ہونے کے اسباب مختلف ہونے کی وجہ سے فرقۂ ناجیہ کو دخول فی النار سے خارج کرنا درست نہیں ہوگا حالانکہ حدیث شریف میں فرقۂ ناجیہ کا استثنا فرمایا گیا ہے۔

مولانا موصوف نے اپنے نظریہ کی تائید میں اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علمائے ذوی الاحترام کے اقوال کو بھی پیش کیا ہے مگر وہ سارے اقوال کفر لزومی کے مرتکبین کے بارے میں ہیں، کفر التزامی کے مرتکبین کے

بارے میں نہیں، اس لیے کہ خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحفۂ اثنا
عشریہ میں بہت سارے فرقوں کو بالاتفاق کافر و مرتد قرار دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان
فرقوں کا بھی ذکر آئندہ قسطوں میں کیا جائے گا۔

مولانا موصوف نے "دخول فی النار" مراد لینے کی ایک دلیل یہ پیش کی ہے
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان فرقوں کو افتراق کے باوجود امت ہی میں
شمار کیا ہے اور اس سلسلہ میں امام بیہقی کی عبارت نقل کی ہے اور ان کے علاوہ امام ابو
سلیمان خطابی اور مولنا انوار اللہ فاروقی رحمہما اللہ تعالیٰ کے اقوال بھی پیش کیے ہیں جن
سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ بہتر فرقے کافر نہیں ہو سکتے اس لیے کہ وہ امت
اجابت میں سے ہیں حالانکہ امام بیہقی علیہ الرحمہ کی اسی عبارت سے ان کے نظریہ کی
تغلیط ہو رہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں "اما تخلید من عداھم من اھل البدع فی
النار فھو مبنی علی تکفیر ھم فمن لم یکفر ھم اجراھم بالخروج من
النار باصل الایمان مجری الفساق المسلمین و حمل الخبر علی تعذیبھم
بالنار مدۃ من الزمان دون الا بد و احتج فی ترک القول بتکفیر ھم
بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم تفترق امتی فجعل الجمیع مع افتراھم من
امتہ" (اور رہی یہ بات کہ ان کے علاوہ باقی اہل بدعت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے تو
یہ ان کے کافر[1] ہونے کی بنیاد پر ہے، جن لوگوں نے ان کی تکفیر نہیں کی ہے انھوں نے
ان اہل بدعت کو ایمان کی بنیاد پر دوزخ سے نجات پانے میں گناہگار مسلمان کے
درجے میں رکھا ہے اور حدیث (افتراق امت) کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ دوزخ
میں ان کا عذاب ایک مدت تک ہوگا ابدی عذاب نہیں ہوگا اور انکی تکفیر نہ کرنے میں
ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے[2] استدلال کیا ہے تفترق

[1] "ان کے کافر ہونے" کی بجائے "ان کو کافر قرار دینے کی بنیاد پر" ہونا چاہیے۔

[2] مذکورہ عبارت یوں ہوتی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول تفترق امتی سے استدلال کیا ہے::

امتی یعنی الافتراق کے باوجود ان سب کو امت ہی میں شمار کیا ہے)

اس عبارت میں دو نظریہ پیش فرمایا ہے (۱) اہل بدعت کا ان کی تکفیر کی بنیاد پر
جہنم میں ہمیشہ رہنا (۲) اہل بدعت کا ان کی عدم تکفیر کی بنیاد پر ایک مدت تک جہنم میں
رہنا، پہلے نظریہ کی عبارت "اما تخلید من عداھم من اھل البدع فی النار
فھو مبنی تکفیر ھم" ہے، ظاہر ہے کہ اہل بدعت امت اجابت ہی میں سے ہو
تے ہیں اس لیے اس عبارت سے یہ ثابت ہو رہا ہیکہ وہ اہل بدعت جو ہمیشہ جہنم
میں رہیں گے امت اجابت ہی میں سے ہوں گے، ہاں کافر ہو جانے کے بعد ان کا
شمار امت اجابت میں نہیں ہوگا چنانچہ صاحب مرقاۃ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ
فرماتے ہیں "قال صاحب التلویح لان المبتدع و ان کان من اھل القبلۃ
فھو من امۃ الدعوۃ دون المتابعۃ کالکفار" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص: ۶۵۴)
یعنی صاحب تلویح نے فرمایا کہ بدعتی (جس کی بدعت حد کفر تک پہنچ چکی ہے)
اگرچہ اہل قبلہ میں سے ہوتا ہے وہ امت دعوت میں سے ہوگا نہ کہ امت متابعت میں
سے جس طرح کفار (امت دعوت) ہیں۔

اور یہی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ دوسری جگہ، حدیث "ان اللہ لا یجمع
امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ" کے تحت تحریر فرماتے ہیں "و قال ابن
مالك المراد امۃ الا جابۃ ای لا یجتمعون علی ضلالۃ غیر الکفر ولذا
ذھب بعضھم الی ان اجتماع الامۃ علی الکفر ممکن بل واقع الا انھا لا
تبقی بعد الکفر امۃ لہ و المنفی اجتماع امۃ محمد علی الضلالۃ" (یعنی
حدیث ان اللہ الخ (بیشک اللہ میری امت کو یا فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت
کو گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائیگا) کے تحت فرماتے ہیں کہ ابن مالک نے فرمایا کہ امت
سے مراد امت اجابت ہے یعنی امت اجابت کے لوگ کفر کے علاوہ گمراہی پر اکٹھا
نہیں ہوں گے اسی لیے بعض اس طرف گئے ہیں کہ امت (اجابت) کفر پر اکٹھا ہو سکتی

ہے بلکہ واقع ہے مگر کفر کے بعد امت اجابت باقی نہیں رہے گی اور حدیث شریف میں
جس بات کی نفی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی امت (اجابت گمراہی پر
اکٹھا ہو) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امت اجابت کفر کے علاوہ گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوسکتی
اور کفر پر اکٹھا ہوسکتی ہے مگر کفر کے ارتکاب کے بعد اس کو اجابت نہیں کہا جائے گا۔

امام موصوف کے دوسرے نظریہ کی عبارت "فمن لم یکفر هم اجراهم
بالخروج من النار باصل الایمان مجری الفساق المسلمین و حمل الخبر
علی تعذیبهم الخ" ہے اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
میں لفظ "امتی" کو عدم تکفیر کی وجہ بتانا اور یہ کہنا کہ یہ فرقے دین سے خارج نہیں ہوں
گے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "امتی" فرمایا ہے، یہ استدلال صحیح نہیں ہے
اس لیے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرجیہ اور قدریہ فرقوں کے بارے میں
ارشاد فرمایا "عن ابن عباس قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ
مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ رواه الترمذی
و قال هذا حدیث غریب (مشکوٰۃ ص ۲۲) (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے دو صنف کے
لیے اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے وہ دونوں صنفیں (فرقے) مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ اس
حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے)

دیکھئے یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صنفان من امتی فرمانے کے
باوجود ان کو دین سے خارج بتایا، اور پھر قدریہ کے بارے میں دوسرے مواقع پر
مختلف انداز سے اس کو دین سے خارج بتایا۔ چنانچہ مسند امام اعظم میں ہے۔

(۱) اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ اِلَى الزَّنْدَقَةِ فَاِذَا
لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا

تَشْهَدُوْا جَنَائِزَهُمْ فَاِنَّهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ وَ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَحَقًّا عَلَى
اللهِ تَعَالٰى اَنْ يُّلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ (حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت نافع سے اور
وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم آئے گی جو کہے گی کہ تقدیر (کوئی چیز) نہیں
پھر وہ اس سے کفر و الحاد کی طرف نکل جائے گی، تو جب تم ان سے ملو تو سلام نہ کرنا اور
اگر وہ بیمار ہوں تو عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں حاضر نہ ہونا
اس لیے کہ وہ دجال کے پیروکار ہیں اور اس امت کے مجوس ہیں اور اللہ ضرور ان کو جہنم
میں ان کے ساتھ ملائے گا)

(۲) ابوحنیفۃ عن سالم عن ابن عمر اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْقَدَرِيَّةَ وَقَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالٰى قَبْلِيْ اِلَّا حَذَّرَ
اُمَّتَهٗ مِنْهُمْ وَلَعَنَهُمْ (حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت سالم سے اور وہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی
لعنت قدریہ پر اور فرمایا مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر
انھوں نے اپنی امت کو ان سے ڈرایا اور ان پر لعنت کی)۔

(۳) اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ (مسند امام
اعظم مترجم اردو ص ۲۳) (حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا، قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اور وہ دجال کے پیروکار ہیں)۔ اور
ظاہر ہے کہ مجوس هذه الامة میں امت سے مراد امت اجابت ہی ہے۔

اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا "مَنْ يَّرْتَدِدْ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

"وَالْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" (پ ۲) (اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا)

اس آیت کریمہ میں منکم میں کُم سے مراد مومنین (امت اجابت) ہی ہیں اور انھیں میں سے کفر وارتداد پر مرنے والے کا حکم بیان فرمایا گیا ہے، بہر حال ان دلائل کی روشنی میں یہ کہنا کہ امت اجابت میں سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا سراسر غلط ہے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ مولانا موصوف نے خود ہی اہل قبلہ کی تکفیر کے سلسلہ میں ملا علی قاری، علامہ تفتازانی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارتیں نقل کی ہیں اس کے باوجود یہ نظریہ قائم کرتے ہیں کہ امت اجابت میں سے کوئی فرقہ کافر و مرتد نہیں ہوسکتا ہے۔ قارئین کے اطمینان کے لیے مولانا کی تحریر انکے پیش کردہ اقوال وترجمہ کے ساتھ ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔ مولانا موصوف "اہل قبلہ کی تکفیر اور ایک شبہہ کا ازالہ) کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"بعض سادہ لوح لوگ اپنی سادگی کی وجہ سے یہ گمان کرتے ہیں کہ اہل قبلہ ہر وہ آدمی ہے جو قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا ہو لہٰذا اب اس کی تکفیر حرام ہے خواہ اس سے کیسا ہی کفر کیوں نہ صادر ہو جائے، یہ فکر درست نہیں ہے، ابھی ہم نے دیکھا کہ اہل قبل وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین کا اقرار کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ دیگر مسائل میں ان کا اختلاف ہو لیکن جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی منکر ہوگا اس کا شمار اہل قبلہ میں سے ہی نہیں، لہٰذا اس کی تکفیر کی جائے گی، خواہ وہ بظاہر کتنا نمازی و پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

من واظب طول عمرہ علی الطاعات و العبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمه سبحانه بالجزئیات لایکون من اهل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة ان لا

یکفر مالم یوجد شئ من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شئ من موجبات (۱۰۲)

جو شخص پوری زندگی طاعت وعبادت میں گزارے مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے، یا اجسام کے حشر نہ ہونے یا اللہ تعالیٰ کے جزئیات نہ جاننے کا اعتقاد رکھے وہ ہرگز اہل قبلہ میں سے نہیں ہوگا اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تکفیر اس وقت تک نہیں کی جائے گی جب تک کفر کی نشانیوں اور علامتوں میں سے کچھ نہ پایا جائے اور موجبات کفر میں سے کوئی بات ان سے صادر نہ ہو۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ولایخفی ان المراد بقول علمائنا لا یجوز تکفیر اهل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه الی القبلة فإن الغلاة من الروافض الذین ید عون ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی فإن الله تعالیٰ أرسله الی علی و بعضهم قالوا انه اله وان صلوا الی القبلة لیسوا بمؤمنین (۱۰۳)

مخفی نہ رہے کہ ہمارے علماء کا یہ قول کہ "کسی گناہ کی بنیاد پر اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی" اس سے یہ مراد نہیں کہ جو شخص محض قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا ہو، اس لیے کہ وہ غالی رافضی جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کر دی ان کو اللہ تعالیٰ نے وحی لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی "اللہ"[1] ہیں، تو ایسے لوگ اگر چہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ہی کیوں نہ پڑھتے ہوں یہ مسلمان نہیں ہیں۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں۔

لا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظبت طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم و نفی الحشر و نفی العلم بالجزئیات و نحو ذلك و کذا

[1] الٰہ کا معنیٰ معبود ہوتا ہے۔

وناجی ہونے کا ذکر ہوتو اس کی نشاندہی فرمادیں تاکہ مجھ کم علم کو بھی معلوم ہوجائے۔

محترم شرر صاحب کو قرآنی آیتوں میں کوئی ایسا لفظ نہیں ملا جس سے پتہ چلے کہ بنواسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے سب کے سب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، اس لیے انتہائی اختصار کے ساتھ راقم الحروف کہتا ہے کہ "قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّار اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً "قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" اللہ تعالیٰ کا ارشاد بتا رہا ہے کہ جتنے یہودی ہیں سب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، یہاں سیّۂ سے مراد کفر و شرک ہے اور احاطت بہ خطیئتہ سے مراد ایمان سے محرومی اور کفر ہی پر مرنا ہے۔

مزید اطمینان کے لیے تفسیر کی کتابوں کا مطالعہ فرمالیں تو حق واضح ہوجائے گا۔

اور اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ میں "من اهل ا لکتاب" کا لفظ بتا رہا ہے کہ کل بہتر فرقے جہنم میں رہیں گے، اس لیے کہ من یہاں بیان کے لیے ہے، تبعیض کے لیے نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ بعض مشرکین کافر نہ ہوں اور اہل الکتاب مطلق ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے جس کی تائید ہمارے مذکورہ بالا دلائل سے ہورہی ہے۔

ہم نے جو دعویٰ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اس کو قرآن کی آیتوں اور مفسرین کے اقوال اور احادیث کریمہ اور شارحین کے اقوال کی روشنی میں ثابت کردیا ہے، اب شرر صاحب اپنا دعویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کریں کہ یہود ونصاریٰ میں سے ایک ایک فرقہ ناجی ہے، اس کے بعد مفتیان کرام کی طرف رجوع کریں۔

محترم شرر صاحب تحریر فرماتے ہیں: فاضل مضمون نگار نے اپنی پہلی قسط میں ایک خوش آئند اعلان کیا ہے وہ یہ کہ "اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان بہتر باطل فرقوں کے

عقائد فاسدہ کو بھی بیان کیا جائے گا جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے" اس سے مستفاد ہے کہ آں موصوف کی نظر میں وہ بہتر فرقے ہیں اور ہر ایک کے متمائز عقیدہ فاسدہ پر ان کی نگاہ ہے، یہ خوشخبری جنوری کے شمارہ میں یعنی پہلی قسط میں فردوس گوش ہوئی اور اب تک تین قسطیں شائع ہوچکی ہیں مگر ہنوز، یہ بیل منڈھے نہیں چڑھی" میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی نیا فارغ التحصیل ذی استعداد عالم یہ کہے کہ "میں انشاء اللہ تعالیٰ بخاری شریف پڑھاؤں گا" تو کیا یہ سمجھا جائے گا کہ بخاری شریف میں جتنی حدیثیں ہیں وہ سب اس کی نظر میں ہیں اور ان تمام احادیث کے رواۃ، تعارض و تطبیق کی تمام صورتیں نگاہ میں ہیں؟ نہیں بلکہ عالم کے قول سے یہی سمجھا جائے گا کہ وہ سبقاً سبقاً مطالعہ کرکے بخاری شریف پڑھانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اسی طرح میں نے جو بہتر (۷۲) باطل فرقوں کے عقائد فاسدہ بیان کرنے کا اعلان کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر فرقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم میں جائیں گے، لہٰذا بہتر فرقوں کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اگر سارے فرقے وجود میں آچکے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کے فاسد عقائد بیان کیے جائیں گے اور اگر کچھ باقی رہ گئے ہیں تو وہ بھی ضرور پیدا ہوں گے اور ان کے بھی عقائد ایسے ہی ہوں گے جن کی بنیاد پر وہ کافر ہوں گے اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، چنانچہ بنیادی فاسد عقائد جن کی وجہ سے ایک مومن ایمان سے بالکل خارج ہوجاتا ہے دوسری اور تیسری قسط میں بیان کیے جاچکے ہیں اور ان کی تفصیل آئندہ قسطوں میں آرہی ہے انتظار کریں، سمجھنا چاہیے کی میری مراد یہ کیسے ہوسکتی ہے کہ ۷۲ رفرقے پیدا ہوچکے جب کہ میں نے وہ حدیث پیش کی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علی وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان میں کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا اور اگر ۷۲ رفرقے پیدا ہوچکے ہوں اور بعد میں بھی ایسے ہی فرقے ظاہر ہوں تو بھی اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ۷۲ رکی تعداد تو پوری ہوگئی کم ہونے کی صورت میں

اعتراض ہوتا زیادہ ہونے کی صورت میں اعتراض نہیں ہوگا اس سلسلہ میں امام فخر الدین رازی اور حضرت شیخ محقق دہلوی علیہما الرحمہ والرضوان نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے۔

محترم موصوف فرماتے ہیں کہ ”بعض اہل علم نے کچھ اصولی فرقے شمار کیے پھر ان میں سے ہر ایک کے تحت کچھ فروعی فرقے شمار کیے، اصولی فرقوں کو شمار کیا تو پانچ سات سے آگے نہ بڑھے اور فروعی فرقوں کو شامل کیا تو سیکڑا پار کر گیا۔

محترم موصوف نے صرف مولانا اسید الحق صاحب کی کتاب ”حدیث افتراق امت“ ہی کا مطالعہ کیا ہے اس لیے فرمایا کہ اصولی فرقے پانچ سات سے آگے نہ بڑھے حالانکہ یہ بات اہل علم کے درمیان مشہور ہے کہ اصولی فرقے آٹھ ہیں، چنانچہ ”مرقاۃ“ میں حضرت ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث افتراق کی تشریح کے ضمن میں فرماتے ہیں "واعلم أن اصول البدع كما نقل في المواقف ثمانية" (اور جان لو کہ اہل بدعت کے اصولی فرقے آٹھ ہیں جیسا کہ مواقف میں منقول ہے)

(نوٹ) محترم شرر صاحب نے کنز الایمان میں پہلی قسط کی اشاعت کے ساتھ ایڈیٹوریل کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ابھی اس پر کچھ اظہار خیال کرنے کا وقت نہیں آیا ہے وقت آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں بھی تحریر کیا جائے گا۔(جاری)

محاکمہ

محترم صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت والا معروض خدمت کہ ماہنامہ کنز الایمان شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء میں مولانا رضوان احمد نوری شریفی کے ایک طویل مضمون بہ عنوان ”حدیث افتراق امت اور بہتر فرقے۔ ایک تحقیقی جائزہ“ کی پہلی قسط شائع ہوئی ہے جس میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کے کل کے کل بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اس کے رد میں ڈاکٹر شرر مصباحی کی تحریر اسی ماہنامہ کے شمارۂ جون وجولائی میں شائع ہوئی ہے۔

ڈاکٹر مصباحی کے مضمون مطبوعہ شمارۂ جون کے جواب میں ایک تحریر محترم شریفی صاحب کی ہمیں موصول ہوئی ہے جس میں انہوں اپنے سابقہ موقف پر قائم رہتے ہوئے ڈاکٹر مصباحی کی تحریر کو غلط فہمی پر مبنی قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔

طول بحث سے بچنے کے لیے کچھ اہل علم احباب نے ہمیں مشورہ دیا کہ جنوری اور جون کے شمارے کی مطبوعہ تحریریں شریفی صاحب کی آمدہ جوابی تحریر آپ کی خدمت میں بھیج کر شرعی جواب حاصل کیا جائے اور اسے ہی ماہنامہ میں شائع کیا جائے۔

لہٰذا جانبین کی مطبوعہ تحریریں اور محترم شریفی صاحب کی جوابی تحریر خدمت والا میں مرسل ہے۔ والسلام منتظر جواب (حافظ) محمد قمر الدین رضوی ایڈیٹر ماہنامہ کنز الایمان دہلی ۲۸ رجون ۲۰۱۲

الجواب: محترم مولانا رضوان احمد شریفی اور محترم ڈاکٹر شرر مصباحی صاحبان

(جس کا نام) جماعت ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ، وَابْنُ مَاجَةَ، وَابْنُ حِبَّانَ وَصَحَّحَهُ وَالْحَاكِمُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي الْهَاوِيَةِ إِلَّا وَاحِدَةً. وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَىٰ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي الْهَاوِيَةِ إِلَّا وَاحِدَةً. وَسَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي الْهَاوِيَةِ إِلَّا وَاحِدَةً - (تفسیر روح المعانی ص ۶۸ ص: ۸)

ابو داؤد اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج حدیث کی ساتھ ہی امام ترمذی اور امام ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا کہ یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے ان میں سے سب جہنمی ہیں مگر ایک (جنتی ہے) اور نصاریٰ بہتر فرقے میں تقسیم ہو گئے، سب جہنمی ہیں مگر ایک (جنتی) ہے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ان میں بھی سب جہنمی ہیں مگر ایک (جنتی ہے)

ارشاد نبوت کی سب سے اچھی شرح وہ ہے جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہو کیوں کہ سرور کائنات سے بہتر آپ کے ارشاد کا مطلب کوئی اور نہیں سمجھ سکتا اور یہاں خود سرکار ابد قرار علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام نے اپنے ارشاد کی شرح فرمادی کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقوں میں ایک جنتی ہے اور باقی جہنمی۔

یہ شرح اتنی واضح غیر مبہم ہے جس میں کسی کے لیے بھی چوں و چرا کی گنجائش نہیں رہ جاتی اور یہیں سے یہ حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد گرامی میں اپنے عہد کے بنی اسرائیل کا حال نہیں بیان فرمایا ہے بلکہ اعلان نبوت سے پہلے جو بنی اسرائیل پائے گیے ان کا حال بیان فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں اس کی صراحت بھی ہے۔ چناں چہ ارشاد نبوت ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ اَنَّهُ قَامَ فَقَالَ: اَلَا اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْنَا فَقَالَ: أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِفْتَرَقُوْا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً. وَإِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ۔

(سنن ابن ابی داؤد ص ۶۳۱ شرح السنۃ من اول کتاب السنۃ)

معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں کھڑے ہو کر فرمایا آگاہ ہو جاؤ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ بیشک تم سے پہلے جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہوئے وہ بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور بیشک یہ ملت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے بہتر جہنمی ہیں اور ایک جنتی ہے اور یہ جنتی فرقہ جماعت ہے۔

حدیث کے الفاظ من قبلکم من اھل الکتاب تم سے پہلے جو اہل کتاب ہوئے" بہت ہی واضح طور پر دلالت کر رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے فرقوں کا ذکر فرما رہے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ کے ناری فرقوں میں سے ایک ایک فرقے کا استثناء دین موسوی وعیسوی کے منسوخ ہونے سے پہلے زمانہ گزشتہ کی کتابوں کے پیش نظر ہے اور ان ادیان کے منسوخ ہونے کے بعد تو سارے کتابی ناری و جہنمی ہیں گو ان کے جہنمی ہونے کے اسباب متعدد و مختلف ہیں۔

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْدِیْنَهُمْ۔ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"حدیث شریف میں ہے: یہود اکہتر فرقے ہو گئے ان میں سے ایک ناجی باقی سب ناری اور نصاریٰ بہتر فرقے ہو گئے، ایک ناجی، باقی سب ناری اور میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب کے سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے جو